110593 ـ اولاد كو تنگ اور چھوٹا لباس پہنانا اور بيوى كا اس پر اعتراض كرنا

سوال

قريب البلوغت اولاد كو شارٹ لباس پہنانے كاحكم كيا ہے ؟
اور اگر ميرى بيٹى پردہ كرنے اور برقع پہننے سے انكار كر دے تو ميں كيا كروں ؟
اپنے خاوند كے ساتھ كيا طريقہ اختيار كروں كيونكہ وہ بہت سخت ہے اور ميں اس سے بہت پريشانى اور تنگ ہوں وہ چاہتا ہے كہ ہمارى اولاد ہر حرام كام سے اجتناب كرے چاہے وہ خود اس كا ارتكاب كرتا ہو، ميں اس عالم دين كے ساتھ كيا طريقہ اختيار كروں، ان دنوں جتنے لوگ بھى اسلام كى پيروى كر رہے ہيں وہ ہر چيز ميں تشدد اور سختى سے كام ليتے ہيں ان حالات ميں مجھے جو مشكلات اور تعصب كے اوقات ميں كس طرح اسلام كى تعليم حاصل كر سكتى ہوں ؟
كہتے ہيں كہ خاوند كى نافرمانى و معصيت جائز نہيں اگر ميں اس كے علم پر بھروسہ نہيں كرتى تو اس كى بات ماننے كے ليے ميں كيا كروں اور اس كا حل كيا ہے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

كشتياں اور بحرى جہاز جو سمندروں ميں چلتے ہيں اور اپنے اوپر كئى ايك اشخاص كو اٹھائے ہوئے ہيں وہ تو ان كے چلانے والے قائد اور كيپٹن كے علاوہ نہيں چل سكتے وہى انہيں چلاتے اور حركت ميں لاتے ہيں تا كہ اس ميں سوار لوگ امن و سلامتى كے ساتھ ساحل پر پہنچ سكيں.

اس وقت ايك مسلمان خاندان بھى بالكل ايك ايسى كشتى كى طرح ہى ہے جو فتنہ و فساد كى موجوں كے سمندر ميں چل رہى ہے، اور پھر دين كے دشمن جمع ہو كر مسلمان خاندان كے پيچھے پڑے ہوئے ہيں كہ اسے ہلاك اور قتل كر ديا جائے، اس كے ليے انہوں نے ہر قسم كے وسائل اور طريقہ اختيار كر ركھے ہيں.

كہيں عالمى كانفرنسيں ايك ملك سے دوسرے ملك منعقد كى جا رہى ہيں، اور انہيں عالمى تنظيميں اور منتظمين منعقد كر رہے ہيں، ان سب كا مقصد يہى ہے كہ مسلمان خاندان اور گھرانے كو ضائع اور تباہ كر ديا جائے، اور اس ميں جو ربط پايا جاتا ہے اسے تباہ كر كے خاندان كا شيرازہ بكھير ديا جائے اور اس كے افراد ميں سے شرم و حياء جيسى چيز چھين لى جائے اور ان كى عفت و عصمت قتل كر دى جائے.

اور پھر یہ فضائی چینل اور پرنٹ میڈیا اور میگزین اور دوسرے وسائل اعلام سب ہی مسلمان خاندان میں بہت ہی برا اور قبیح عمل کر رہے، سب کی ایك ہی غرض و غایت اور مقصد ہے پرنٹ اور الیکٹرانك میڈیا کا مشاہدہ کرنے والے پر یہ چیز مخفی نہیں رہ سکتی.

ان متلاطم موجوں کے سائے میں مسلمان خاندان کی کشتی چل رہی ہے، اور اگر اسے چلانے والا ملاح عقلمند و حکیم نہ ہو تو یہ کشتی تباہ ہو جائیگی اور سب ہلاك ہو جائیں گے.

خاندان کا سربراہ اس کشتی کا ملاح ہے، ہم اس باپ کو کوئی ملامت نہیں کرتے جو اپنی بیوی اور اولاد کے فتنہ و فساد میں پڑ جانے کا خوف رکھتا ہو، اس فساد اور خرابیوں نے بہت زیادہ نقصان کیا ہے جسے خاندان کا سربراہ اکیلا روك سکے، اور اگر اس میں یہ بھی شامل ہو جائے کہ اس کشتی کو کنٹرول کرنے اور چلانے میں بیوی تعاون نہ کرے، بلکہ اگر وہ خاوند کی مخالفت کرنے لگے اور خاوند خاندان کی کشتی کو ان فتنوں اور خرابیوں سے بچانا اور نجات دلانا چاہے لیکن بیوی اس کی مخالفت کرنے لگے تو کیا حالت ہو جائیگی ؟!

سائلہ بہن: آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ معاملہ آسان اور سہل نہیں، آپ کو چاہیے کہ آپ اپنے خاوند کے لیے بہتر معاون بن کر اپنے خاندان کے افراد کی اصلاح کریں، چاہے آپ ان احکامات اور فیصلوں سے متفق نہ بھی ہوں، تو بھی آپ کے لیے خاوند کی مخالفت صحیح نہیں، اور خاص کر جب اولاد سامنے ہو تو مخالفت مت کریں، کیونکہ اس کا اولاد کی تربیت پر غلط اثر پڑتا ہے.

لیکن اگر والد گھر کے افراد کو جو حکم دے رہا ہے اس میں کوئی نہ کوئی شرعی نص پائی جاتی ہے جس کا شریعت حکم دے رہی ہے تو باپ بھی وہی کہہ رہا ہے.

یا پھر باپ اپنی اولاد کی اس میں مصلحت دیکھتا ہے تو انہیں وہی حکم دیتا ہے جس میں ان کی اصلاح ہے، یا پھر انہیں کسی خرابی اور غلط کام سے روکتا ہے.

دوسرے معاملہ میں اگرچہ مناقشہ کی مجال ہے، لیکن پہلے معاملہ میں تو بالکل ایسی کوئی مجال نہیں ہے، کیونکہ ہمارے سب معاملات و تصرفات پر شریعت حاکم ہے، اس کو قبول نہ کرنے اور اور نافذ نہ کرنے میں ہمیں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے.

دوم:

ہماری سوال کرنے والی بہن: آپ علم میں رکھیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے آپ کو اور آپ کے خاوند کو حکم دیا ہے کہ اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچاؤ اور اسی طرح اپنی اولاد کو بھی جہنم کی آگ سے بچانے کا حکم دیا ہے،
چنانچہ یہ معاملہ کوئی آسان اور سہل نہیں، بلکہ بہت ہی خطرناك ہے، اور آپ کا خاوند ہی اپنی رعایا اور گھر کے

افراد کا ذمہ دار اور نگران نہيں بلکہ اسی طرح آپ بھی ذمہ دار ہيں، ان کے بارہ ميں آپ سے بھی باز پرس کی جائيگی.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ايمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ جس کا ايندھن لوگ اور پتھر ہيں، اس پر سخت اور شديد فرشتے مقرر ہيں جو اللہ تعالی کی نافرمانی نہيں کرتے اور انہيں جو حکم ديا جاتا ہے اس پر عمل کرتے ہيں التحريم (6).

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بيان کرتے ہيں کہ ميں نے رسول کريم صلی اللہ عليہ وسلم کو يہ فرماتے ہوئے سنا:

" تم سب ذمہ دار ہو، اور تم سب سے تمہاری ذمہ داری اور رعايا کے بارہ ميں پوچھا جائيگا تم اس کے جوابدہ ہو، حکمران اپنی رعايا کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی رعايا کے بارہ ميں پوچھا جائيگا وہ اس کا جوابدہ ہے، اور مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے اس سے اس کی ذمہ داری کے بارہ ميں پوچھا جائيگا، اور عورت اپنے خاوند کے گھر کی ذمہ دار ہے اس سے اس کی رعايا اور ذمہ داری کے بارہ ميں پوچھا جائيگا "

صحيح بخاری حديث نمبر (853) صحيح مسلم حديث نمبر (1829).

آپ يہ جان ليں کہ نہ تو بچوں کی تربيت شدت اور سختی سے کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اس ميں سستی و کوتاہی ہو سکتی ہے.

مستقل فتوی کميٹی کے علماء کرام سے درج ذيل سوال کيا گيا:

والدين اپنی اولاد کی تربيت ميں کيا طريقہ اختيار کريں ؟

تو کميٹی کے علماء کا جواب تھا:

" اولاد کی تربيت ميں کاميات ترين طريقہ يہ ہے کہ: اس ميں ميانہ روی اختيار کی جائے جس ميں نہ تو افراط ہو اور نہ ہی تفريط چنانچہ اس ميں نہ تو شدت ہونی چاہيے اور نہ ہی سستی و اہمال اور بےپرواہی.

اس ليے والد اپنی اولاد کی تربيت کرے اور انہيں تعليم دے اور ان کی راہنمائی کرے، اور انہيں اخلاق فاضلہ کی تعليم دے، اور آداب حسنہ سکھائے، اور انہيں ہر برے اورغلط اخلاق سے منع کرے اور روکے.

اللہ تعالی ہی توفيق دينے والا ہے، اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ عليہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر

اپنی رحمتیں نازل فرمائے " انتہی

الشیخ عبد العزیز بن باز.

الشیخ عبد الرزاق عفیفی.

الشیخ عبد اللہ بن غدیان.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (25 / 290 – 291).

سوم:

یہ علم میں رکھیں کہ شریعت پرحکمت ہے، آپ کو حکم دیتی ہے کہ اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز کی تعلیم دو اور انہیں نماز ادا کرنے کا کہو، اور یہ حکم دیتی ہے کہ جب وہ دس برس کے ہو جائیں تو ان کے بستر علیحدہ کر دو یہ اس لیے ہے کہ ان کی پرورش اچھی ہو، اور آئندہ مستقبل میں ان کی اصلاح ہو جائے.

اگرچہ وہ ابھی مکلف نہیں - کیونکہ ابھی وہ بالغ نہیں ہوئے - لیکن یہ چیز اس میں مانع نہیں کہ ان کے والدین اور گھر والے انہیں ان اصلاح والے کام کا حکم نہ دیں، بلکہ یہاں انہیں حکم دینے میں تمہارے لیے بھی اور ان کے لیے بھی بہتر اور اصلاح کا باعث ہے.

اسی طرح ان کی بہتر معاملہ کرنے اور حسن اخلاق پر عمومی پرورش کرنا اور خاص کر شرم و حیاء اور عفت و عصمت پر پرورش کرنی چاہیے، اس میں شرمگاہ کی حفاظت بھی شامل ہے اور اسی طرح تنگ اور چھوٹا لباس پہننا بھی شرم و حیاء اور عفت و عصمت پر اثرانداز ہوتا ہے یہ نہیں پہنانا چاہیے.

اور دوسری جانب ایسا لباس پہنانے میں دوسرے کے لیے شہوات انگیزی کا باعث بنتا ہے چاہے وہ گھر والے ہوں یا دوسرے اقرباء اور رشتہ دار جو بھی انہیں دیکھےگا شہوت انگیزی پیدا ہوگی.

شریعت اسلامیہ نے اس عمر میں ان کے بستر علیحدہ کرنے کا حکم دیا ہے تو یہ کیسی ممکن ہو سکتا ہے کہ تمہارے یہ جائز قرار دے کہ تم انہیں اس عمر میں بیداری کی حالت میں تنگ اور چست اور چھوٹا لباس پہناؤ ؟!

اس لیے آپ اس معاملہ کی علت کو سمجھیں اور ایسے کام اور فتنہ و فساد بننے کے سبب سے بچیں جس کا انجام سوائے سمندر کے پانی جتنے آنسوؤں کے کچھ نہیں ہے، اور نہ ہی کوئی ایسی فضا ہے جو غم و حسرت کو خوش آمدید کہے گی.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

ہم اکثر عورتوں کی مجلس میں دیکھتی ہیں کہ نوجوان لڑکیوں اور چھوٹی بچیاں جو سات برس کی عمر سے کم یا اس سے اوپر ہوتی ہیں انہوں نے چھوٹا یا تنگ لباس پہن رکھا ہوتا ہے، یا پھر انہوں نے یورپی سٹائل کا لباس زیب تن کر رکھا ہوتا ہے، یا چھوٹی بچیوں کے بالوں کی کٹنگ بچوں جیسی کی ہوتی ہے.

اور جب ہم ان سے اس سلسلہ میں بات کرتی اور انہیں نصیحت کرتی ہیں تو جواب دیا جاتا ہے کہ ابھی تو یہ چھوٹی ہیں، برائے مہربانی آپ بچوں کے لباس اور ان کے بالوں کی کٹنگ کے بارہ میں شافی جواب عنائت فرمائیں، اللہ تعالی آپ کو برکت سے نوازے.

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" یہ تو معلوم ہے کہ انسان صغر سنی میں کسی چیز سے متاثر ہوتا ہے تو اس کا اثر بڑے ہو جانے کے بعد بھی باقی رہتا ہے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم دیں اور جب دس برس کی عمر کے ہو جائیں تو نماز ادا نہ کرنے پر انہیں ماریں؛ تا کہ وہ نماز کے عادی بن جائیں.

کیونکہ بچہ جس چیز کا عادی ہو جاتا ہے اس پر عمل کرتا ہے، اس لیے جب چھوٹی بچی تنگ اور چست اور گھٹنوں تك یا پھر کہنی یا کندھے تك چھوٹا لباس پہننے کی عادی بن جائیگی تو اس کی شرم و حیاء جاتی رہےگی، اور وہ بڑی ہو کر اس طرح کے لباس کو جائز سمجھےگی.

اسی طرح بال کے متعلق بھی ہوگا، عورت کے ایسے بال ہونا ضروری ہیں جن سے وہ مرد سے ممتاز ہو سکے، یعنی مردوں کے بالوں سے عورت کے بالوں میں امتیاز ہونا ضروری ہے، اگر وہ عورت بھی مرد کے بالوں جیسے بال رکھتی ہے تو مردوں سے مشابہت ہوگی اور مردوں سے مشابہت کرنے والی عورت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے.

اور یہ بھی علم میں رہنا چاہیے کہ گھر والےان بچوں کے بارہ میں جوابدہ ہیں، اور ان کی راہنمائی اور پرورش کے ذمہ دار ہیں انہیں اس کا جواب دینا ہوگا.

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

" مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار اور راعی ہے اور اس سے اس کی رعایا اور ذمہ داری کے بارہ میں پوچھا جائیگا "

اس لیے اس میں کوتاہی اور سستی کرنے سے بچا جائے، اور انسان کو اپنی اولاد کی تربیت کرنے میں حقیقت سے

کام لینا چاہیے اور اس کی حرص رکھے حتی کہ اللہ سبحانہ و تعالی ان کی اصلاح فرما دے، اور وہ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈك بن سکیں " انتہی

دیکھیں: اللقاء الشہری (66 / 10).

چہارم:

جب بچی صغر سنی اور بچپن میں شرم و حیاء اور عفت و عصمت پر پرورش پائیگی تو بلوغت سے قبل ہی وہ سر پر چادر اوڑھنے اور برقع پہننے کی رغبت رکھےگی، اور بچپن میں والدین کی سستی اور کوتاہی کی بنا پر اگر بڑی ہونے کے بعد وہ ساتر اور عفت و حشمت والا لباس زیب تن نہیں کرتی تو والدین کو اس کا علاج وعظ و نصیحت کے ساتھ کرنا چاہیے اور اگر یہ فائدہ مند نہ ہو تو پھر اس کے ساتھ ذرا سخت اسلوب اختیار کیا جائے تا کہ اسےاس کی رغبات سے باز رکھا جائے اور اسے اپنی مرضی نہ کرنے دی جائے.

کیونکہ اگر تم اس کے لباس کے بارہ میں خاموشی اختیار کروگے تو پھر وہ برقع پہننے اور پردہ کرنے سے بھی انکار کر دے گی، اور ساتر لباس بھی زیب تن نہیں کریگی، اور بعض دوسری اشیاء کے ارتکاب پر بھی جرات کرنے لگےگی.

اور یہی کشتی ڈوبنے کی علامت و نشانی ہے! کہ فیصلے بچوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیے جاتے ہیں، ہم تاکیدا کہتے ہیں کہ ابتدا نرمی اور شفقت کے ساتھ کی جائے، اور ان کی اصلاح سے ناامیدی نہ رکھی جائے، اور نہ ہی ابتدائی طور پر شدید سختی سے کام لیا جائے، لیکن جب کشتی کا ملاح دیکھے کے سختی کے بغیر کام نہیں چلتا تو پھر عقلمندی سے استعمال کرے.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا:

بچی کے لیے کس عمر میں پردہ کرنا واجب ہے، اور کیا ہم طالبات پر پردہ کرنا لازم کر دیں چاہے وہ ایسا کرنا ناپسند بھی کرتی ہوں ؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" جب بچی بالغ ہو جائے تو اس پر ایسا لباس پہننا واجب ہو جاتا ہے جو اس کے ستر کو چھپائے، اور اس میں چہرہ اور سر اور دونوں ہاتھ شامل ہیں، چاہے وہ شاگرد طالبات ہوں یا نہ لڑکی کے ولی کو چاہیے کہ وہ اپنی بچی پر اسے لازم کرے چاہی بچی ناپسند بھی کرتی ہو.

بچی کے اولیاء کو چاہیے کہ وہ بچی بالغ ہونے سے قبل ہی بچی کی تربیت کرے تا کہ وہ بالغ ہونے سے قبل ہی پردہ اور ساتر لباس پہننے کی عادی بن جائے، اور بالغ ہونے پر اس کے لیے اطاعت کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے "

انتہی

الشیخ عبد العزیز بن باز.

الشیخ عبد الرزاق عفیفی.

الشیخ عبد اللہ بن غدیان.

الشیخ عبد اللہ بن قعود.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (17 / 219 ـ 220).

اس لیے آپ اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری اور اپنی اولاد کی تربیت میں اپنے خاوند کی بہتر معاون بنیں، اور شریعت پر عمل کرنے کے متعلق دشمنان دین کی بات یہ تشدد پسندی اور سختی ہے جیسے الفاظ کہہ کر دین کے دشمنوں کے ساتھ مت ملیں.

اور آپ کا خاوند اپنے بارہ میں جو کوتاہی کرتا ہے اس کے بارہ میں آپ اسے وعظ و نصیحت کریں اور اسے سمجھائیں اور اللہ رب العالمین کا خوف دلائیں، اور اس کی اس کوتاہی اور کمی کو اولاد کی کمی اور کوتاہی کے لیے جواز مت بنائیں.

اور آپ صیحح طرح امانت کی ادائیگی کے لیے اللہ رب العالمین سے مدد مانگیں.

اللہ رب العالمین سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو وہ کام کرنے کی توفیق دے جس میں اللہ کی رضا اور خوشنودی ہے.

سوال نمبر (10016) کے جواب میں ہم نے اولاد کی اصلاح کے لیے کیسے تربیت کی جائے جیسا موضوع بیان کیا ہے آپ اس کا مطالعہ کریں.

اور سوال نمبر (10211) کے جواب میں چھوٹے بچوں کی تعلیم اور دعوت کا صحیح طریقہ بیان کر چکے ہیں اس کو بھی ضرور پڑھیں.

واللہ اعلم .